جناب اسامہ الطاف

چین میں اویغور مسلمانوں کا استحصال

برما میں مسلمان اقلیت روہنگیا کے خلاف ریاستی بربریت اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی المناک صورتحال پر مسلم دنیا میں عوامی اور حکومتی سطح پر بھرپور احتجاج ہوا، تاہم برما کے ایک چھوٹے ملک ہونے کے باوجود مسلمان ممالک کا احتجاج مؤثر اور عملی اقدام کی شکل اختیار نہ کرسکا۔

اویغور مسلمان تاریخ کی روشنی میں

چین کی شمال مغربی ریاست سنکیانگ میں آباد مسلم قومیت اویغور کا بھی روہنگیا مسلمانوں کی طرح استحصال کیا جارہا ہے، تاہم اس معاملہ پر مسلم دنیا کا میڈیا اور حکومتیں بالکل خاموش ہے۔اویغور مسلمانوں کی اکثریت مشرقی ترکستان (سنکیانگ) میں آباد ہیں، یہ بنیادی طور پر ترک ہیں اور صدیوں سے اس خطہ میں آباد ہیں۔مشرقی ترکستان (سنکیانگ) کا رقبہ 16لاکھ کلومیٹر مربع ہے، یہاں کی زمین معدنی ذخائر سے مالامال ہے،سنکیانگ میں چالیس نہریں، 12دریا اور تین پہاڑی سلسلہ واقع ہیں، جغرافیائی طور پر سنکیانگ کی پاکستان اور ہندوستان سمیت 8ممالک سے سرحد ملتی ہے۔

اویغور مسلمان مشرقی ترکستان کے روایتی حاکم ہیں، تاہم چین کے بڑھتے ہوئے نفوذ اور طاقت کی وجہ سے مشرقی ترکستان چین کے زیرتصرف ہوگیا۔اویغور مسلمانوں نے چینی تسلط کے خلاف ایک سے زائد مرتبہ بغاوت کی، 1933 میں مسلمانوں نے باقاعدہ ایک علیحدہ آزاد ریاست قائم کی، جس کا علیحدہ دستور تھا اور خواجہ نیاز اس کے پہلے صدر تھے، تاہم کچھ ہی عرصہ بعد چینی حکومت نے جمہوریہ مشرقی ترکستان پر قبضہ کرلیا اور تاریخی روایات کے مطابق تمام حکومتی ارکان سمیت 10ہزار مسلمانوں کو شہید کیا۔ 1949 میں سنکیانگ باقاعدہ طور پر چین میں شامل ہوگیا، چند سالوں بعد چینی حکومت نے سنکیانگ یعنی مشرقی ترکستان کو خودمختار ریاست کا درجہ دے دیا، تاہم یہ خودمختاری محدود درجہ کی تھی، سنکیانگ پر چینی حکومت کا ہی کنٹرول رہا۔

اویغور مسلمانوں پر چینی حکومت کے مظالم

اقوام متحدہ نے گزشتہ دنوں سنکیانگ میں وسیع وعریض رقبوں پر پھیلے تربیتی کیمپوں کی موجودگی اور اس میں موجود 10لاکھ سے زائد مسلمانوں کی گرفتاری پر تشویش کا اظہار کیا، اس کے ساتھ

ہی عالمی جرائد و اخبارات نے سنکیانگ میں آباد مسلم اقلیت اویغور کے حالات معلوم کیے اور چینی حکومت کے رویہ پر تحقیق کی جس میں ہوشربا انکشافات سامنے آئے۔

برطانوی نشریاتی ادارہ (بی بی سی) کی رپورٹ کے مطابق اپریل 2017 میں منظور شدہ قوانین کے مطابق سنکیانگ میں عوامی مقامات (ہوائی اڈے، ٹرین اسٹیشن وغیرہ) پر کام کرنے والے ملازمین مکمل لباس پہننے والی خواتین اور داڑھی والے مردوں کو سفر سے روکنے کے پابند ہوں گے۔ رپورٹس کے مطابق چینی حکومت کی جانب سے سنکیانگ میں مختلف مساجد ڈھادی گئی ہے اور بعض اسلامی ناموں پر بھی پابندی ہے۔ امریکی جریدے بزنس انسائیڈر کے آسٹریلوی شمارے کے مطابق اویغور مسلمانوں کی سخت نگرانی کی جاتی ہے، ہر جگہ پر سکیورٹی کیمرے نصب ہے۔ ناکوں اور محلوں میں تعینات سکیورٹی اہلکاروں کی بھاری نفری مقامی آبادی سے ہر قسم کی تفتیش کرنے کی مجاز ہے۔ ہر اویغور مسلمان کی انگلیوں کے نشانات، آنکھوں اور چہروں کی علامات اور حتی کہ چلنے کے انداز اور خون کے نمونوں DNA سے شناخت کی جاتی ہے۔ مسلمان اپنے موبائل و دیگر ذاتی آلات تفتیش کے لیے پیش کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

اویغور مسلمانوں پر چینی حکومت کا سخت سیکورٹی

عالمی ادارہ انسانی حقوق (HRW) نے اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا کہ چینی حکومت نے 200 سرکاری افسران کو اویغور مسلمانوں کے گھر جانے اور ان کے ساتھ وقت گزارنے کے مشن کے لیے مخصوص کیا ہے۔ چینی حکام مسلم گھرانوں کے ساتھ ایک دن یا اس سے زیادہ وقت گزارتے ہیں، اس دوران وہ گھریلو سرگرمیوں اور باہمی بات چیت میں شامل ہوکر گھر والوں کی سیاسی سوچ کا اندازہ لگاتے ہیں اور اس متعلق رپورٹ ترتیب دیتے ہیں۔ اویغور مسلمان چینی حکام کا دو ماہ میں پانچ مرتبہ استقبال کرنے اور ان کو تمام ذاتی معلومات دینے کے پابند ہوتے ہیں۔

برطانوی جریدے انڈیپنڈنٹ نے چینی حکومت کے اویغور مسلمانوں کے خلاف سلوک کو نسل کشی سے تعبیر کیا، جریدے نے چینی ریاستی جبر کو اویغور مسلمانوں کی ثقافت اور مذہب ختم کرنے کی کوشش قرار دیا۔ جریدے نے خطرناک انکشاف کیا کہ چینی حکام مسلمانوں کو خنزیر کا گوشت کھانے اور شراب پینے پر مجبور کرتے ہیں!! جریدے کا مزید کہنا تھا کہ مسلمانوں کو مرنے کے بعد بھی ان کے حقوق نہیں دیے جاتے، چنانچہ چینی حکومت تکفین و تدفین کے مراسم سے دور رہنے کے لیے لاشوں کو جلا دیتی ہے۔

چینی حکومت کا ظلم صرف چین تک محدود نہیں بلکہ چین سے باہر رہنے والے اویغور مسلمانوں کا بھی تعاقب کیا جاتا ہے، 2015 میں مصر کی حکومت نے جامعہ الازہر میں زیر تعلیم اویغور طلبہ کو چینی حکومت کے حوالہ کیا۔ عالمی میڈیا کے مطابق چین اویغور مسلمانوں کے خلاف غیر انسانی اقدامات کو

جائز قرار دلوانے کے لیے اقوام متحدہ اور سکیورٹی کونسل میں اپنے نفوذ کا استعمال کرتا ہے۔

اویغور مسلمانوں پر مذہبی شعائر کی ادائیگی پر پابندی

چینی حکومت کا یہ جبر''تربیتی کیمپوں'' سے باہر کی کہانی ہے، کیمپوں کے اندر الگ ہی دنیا آباد ہے۔سنکیانگ میں قیام پذیر اگر کوئی اویغور مسلمان غیر ملکی ویب سائٹ دیکھتا ہے، چین سے باہر رہنے والے اپنے رشتہ داروں سے بات کرتا ہے، اسلامی شعائر کی پابندی کرتا ہے، یا صرف جمعہ کی نماز میں پابندی سے شریک ہوتا ہے تو ان میں سے کوئی بھی فعل جرم تصور کیا جاتا ہے، اور اس جرم کے مرتکب کو تربیتی کیمپ میں گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ عالمی جرائد سے بات کرتے ہوئے کیمپ سے رہا ہونے والے مسلمانوں نے بتایا کہ کیمپ میں کھانا کمیونسٹ پارٹی کے نغمہ گانے اور چینی صدر کے حق میں نعرے لگانے کے عوض ملتا ہے، انکار کی صورت میں سخت سزا دی جاتی ہے۔کیمپ میں گرفتار مسلمانوں پر شدید ذہنی دباؤ ڈالا جاتا ہے، ان کو اپنی ذات کی نفی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، اور بالکل ایک روبوٹ کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور کیا جاتا ہے حتی کہ وہ واقعی روبوٹ کی مانند ہوجاتا ہے۔ واضح رہے کہ اقوام متحدہ کے مطابق ان کیمپوں میں 10 لاکھ مسلمان گرفتار ہیں، اور یہ پابندیاں صرف اویغور قومیت مسلمانوں کے اوپر ہیں، دیگر قومیتوں کے مسلمانوں کو مذہبی شعائر ادا کرنے کی آزادی ہے۔

چینی حکومت کی ریاستی دہشت گردی عالم اسلام کی خاموشی

چینی حکومت کی اس ریاستی دہشت گردی پر مسلم دنیا بالکل خاموش ہے، دس سال قبل سنکیانگ میں ہونے والے فسادات پر ملائیشیا نے چینی حکومت کے رویہ کی مذمت کی تھی اور ترکی نے اویغور مہاجرین کے لیے اپنے دروازے کھول دیے تھے، تاہم حالیہ واقعات پر کسی اسلامی ملک کی جانب سے کوئی ردعمل نہیں آیا۔ معروف جریدہ بلومبرگ نے ترکی، سعودی عرب، پاکستان، ملائیشیا اور ایران سمیت متعدد اسلامی ممالک سے رابطہ کیا لیکن کسی ملک نے مذمت تو دور کی بات تبصرہ کرنا بھی پسند نہیں کیا۔ برما، فلسطین، شام اور دیگر ممالک میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم سے احساس ہوتا ہے کہ مسلمان انتقام لینے سے عاجز ہے، صرف زبانی کلامی مذمتوں اور بیانات تک محدود ہے، لیکن چینی حکومت کے جبر وظلم کو دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے اویغور مسلمانوں کو کوئی ترجمان بھی نہیں جو ان کے حق میں صرف آواز ہی اٹھائے۔حکومتوں سے قبل اہل فکر ودانش کی ذمہ داری ہے کہ اس معاملہ کی نشاندہی کریں، کیا بعید کہ ہمارے شور سے اس محیط میں تلاطم پیدا ہوجائے جس کی گہرائی سے پاک چین دوستی موسوم ہے۔